تعلیم کے فروغ میں علمائے کرام کی ذمہ داریاں

مفتی رفیق احمد، بالاکوٹی

مؤرخہ ۲۲؍اپریل ۲۰۱۴ء کو ہوٹل کراؤن پلازہ، اسلام آباد میں ایک روزہ سیمینار منعقد ہوا، جس کا عنوان تھا: ''پاکستان میں تعلیم کے فروغ میں حائل رکاوٹیں اور ہماری ذمہ داریاں'' اس بڑے عنوان کو کئی ذیلی عناوین میں تقسیم کر کے ملک کے مختلف اہلِ علم وارباب دانش کو اظہارِ خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ جامعہ کی طرف سے اس مجلس میں راقم الحروف (رفیق احمد) کو شرکت کا موقع ملا۔ ذیلی عناوین میں ''تعلیمی سال کا آغاز: تعلیم کے فروغ میں علمائے کرام کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر راقم نے اپنی تحریر کا خلاصہ پیش کیا، جو نذرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

اسلام میں تعلیم کی اہمیت

تعلیم، سیکھنے، سکھانے اور علم کو منتقل کرنے کا عمل ہے، قرآن میں متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں میں تعلیم کا تذکرہ آیا ہے، کہیں ''اقرأ'' کے لفظ سے اس عظیم منصب کو بیان کیا گیا اور کہیں ''عَلَّمَ، **یعلم، یعلمون**'' جیسے لفظوں سے دہرایا گیا۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس کا تذکرہ بے شمار مقامات پر موجود ہے، ذخیرۂ احادیث میں ''**کتاب العلم**'' کے عنوان سے حدیث کی ہر کتاب میں علم کی فضیلت، تحصیلِ علم کے فضائل اور ترغیبات کا بیان موجود ہے۔

تعلیم (سکھانا) منصبِ الٰہی ہے، جو آغازِ انسانیت سے ہی شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم عطا کر کے فرشتوں پر افضلیت اور فوقیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ انسانیت اور علم کو لازم وملزوم قرار دیا۔ جب تک آسمانی وحی کا سلسلہ قائم رہا، تعلیم کا سلسلہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان، پھر انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے عام سماج میں بھی قائم رہا۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی ہی ''اقرأ'' (پڑھیے) کا حکم لے کر اتری۔ چھ سو سال کے طویل وقفے کے بعد بھٹکتی انسانیت کے لیے خدا کے نئے پیغام کا آغاز کلمۂ ''اقرأ'' کے ساتھ ہوا، یہ پہلی وحی واضح اشارہ تھی کہ کائنات میں ہر سو ہر نوع پھیلی ہوئی ظلمتوں سے نجات کا ذریعہ نورِ علم ہی ہوسکتا ہے۔ (۱) اسی نورِ علم کے ذریعہ انسانیت کی تکمیل اور تشکیل ممکن ہوگی، چنانچہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی وترجیحی ذمہ داریوں میں ترویج علم اور تعلیم تھی۔ (۲)

تعلیم کا مقصد

جب تعلیم کے موضوع پر بات ہو تو تعلیم و تعلم کا بنیادی مقصد بھی سامنے رہنا چاہیے ۔ اس لیے کہ ہر شئے اپنے مقصد اور غرض کی بنا پر عظیم اور برتر سمجھی جاتی ہے ۔ تعلیم و تعلم کا مقصد بھی اپنی غرض و غایت کی بنا پر اہمیت و عظمت کا حامل ہے ۔ تعلیم کے بنیادی مقاصد چار ہیں: ۱- خداشناسی، ۲- نفس دانی، ۳- ناخواندگی کو خواندگی میں تبدیل کرنا، ۴- معاشرتی ضرورتوں سے آگاہی اور اس کے لیے منصوبہ بندی کرنا۔

علم کا حقیقی مصداق، حکم اور قدیم وجدید کی تفریق

علم کا حقیقی مصداق وحی الٰہی کا علم ہے ۔ عرفی استعمال میں علم ''مطلق دانست وآگاہی'' کو کہتے ہیں ۔ حلال وحرام، طہارت ونجاست اور فرائض کا علم فرض عین ہے، جب کہ دین کی تفصیلات کا بقدرِ استطاعت علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے ۔ دیگر علوم اپنی ضرورت کے اعتبار سے واجب یا مستحب ہیں، بلکہ بعض علوم حرام بھی ہیں، جیسے: علم سحر، علم رمل، علم نجوم، وغیرہ ۔ علوم میں قدیم وجدید کی تفریق کرنا درست نہیں، بلکہ یہ سب ایک دوسرے کی ضرورت ہیں ۔ البتہ اس بات کا احساس اور اعتراف بھی کیا جانا چاہیے کہ انسانی زندگی مختلف شعبوں میں تقسیم ہے، رجالِ کار کے درمیان تقسیمِ کار کے قدرتی فارمولے کے پیشِ نظر زندگی کے تمام شعبوں کے لوگ ایک دوسرے کے کام میں لگے ہوئے ہیں ۔ (۳)

معاشرے کے لیے علمائے دین کی ضرورت، ان کا کردار اور حیثیت

علمائے کرام' انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں ۔ علمائے کرام کے بغیر اسلامی معاشرہ اپنے رب اور اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتا ۔ علمائے کرام کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر ان کی آواز کو اسلامی معاشرہ کی سب سے مؤثر آواز سمجھا جاتا ہے ۔ مسلمان سب سے زیادہ اپنے علمائے کرام کی بات مانتے ہیں، کیوں کہ امت میں ان کی حیثیت وہی ہے جو اپنے زمانہ میں انبیائے علیہم السلام کی تھی، البتہ انبیاء علیہم السلام صاحبِ وحی وشارع تھے، جب کہ علمائے کرام شارحِ وحی ہیں ۔ (۴)

نئے تعلیمی سال کے حوالے سے علما کی ذمہ داریاں

فروغِ علم اور ترویجِ تعلیم انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے، اس ضرورت کی بجا آوری حاکمِ وقت سے رعایا کے ادنیٰ فرد تک ہر ایک کی ذمہ داری ہے، ہر ایک کا اپنی اپنی حیثیت اور دائرۂ عمل میں اس کے لیے محنت وکوشش کرنا' معاشرتی ضرورت اور اخلاقی ذمہ داری ہے ۔ (۵) علمائے کرام چونکہ معاشرے کی مؤثر آواز کے حامل ہیں، اس لیے اس حوالے سے ان کی ذمہ داری بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے ۔ علمائے کرام کی چند اہم ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

پہلی ذمہ داری: فکری ذہن سازی

علمائے دین جس دینی شعبے سے وابستہ ہوں، وہ اپنے فورم سے عوام میں شعور وآگاہی کو موضوع

بنائیں۔ تعلیم کی اہمیت، فروغِ علم کی ضرورت، اس کے فوائد وثمرات اور جہالت وتعلیم سے دوری کے نقصانات سے آگاہی کو مشن بنائیں۔ نیز جدید وقدیم، عصری ودینی علوم کی تفریق پر مبنی نظریات کی حدود وقیود بیان کی جائیں، مثلاً: مسلمان بحیثیت انسان انسانی معاشرے کا فرد ہے، مسلمان رہتے ہوئے وہ معاشرتی ضروریات پر مشتمل عصری تقاضوں اور ان تقاضوں تک رسائی دینے والے علوم ووسائل سے مستغنی نہیں رہ سکتا، اس لیے علمائے دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرہ میں قائم اس تفریقی سوچ کی اصلاح کرتے ہوئے دینی وعصری علوم کے تقابل کو تلازم باور کرائیں اور ہر ایک طبقہ کی اپنی جگہ ضرورت کا جائز مقام سمجھائیں، کیوں کہ مسلمان معاشرے کے لیے جس طرح ایک اچھے عالم دین کا ہونا ناگزیر ہے، اسی طرح ماہر ڈاکٹر وانجینئر، باکردار افسر اور امانت دار اور دیانت دار تاجر، صنعت کار اور سرمایہ کار بھی اس معاشرہ کی ضرورت ہیں۔ تعلیمی میدان میں قدم رکھے بغیر کارگاہِ عالم کے یہ مختلف ستون کیسے میسر آئیں گے؟

دوسری ذمہ داری: فروغِ علم کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور مشکلات کی تشخیص وآگاہی

فروغِ علم کی راہ میں رکاوٹوں اور مشکلات کا تعلق چار جہتی ہوسکتا ہے:

۱- والدین کی غفلت ولاپرواہی

بچوں کی علمی محرومی کا بنیادی سبب والدین کی غفلت اور لاپرواہی ہے، والدین کو بتانا ہوگا کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نہ صرف ایک نعمت بلکہ امانت بھی ہے، اس امانت کے تقاضے پورے کرنا اور حقوق ادا کرنا والدین پر شرعاً فرض ہے، کیوں کہ والدین پر بچوں کے تین بنیادی حقوق ہیں:

۱:......بہترین نام رکھنا ۲:......اچھی تعلیم وتربیت کرنا ۳:......مناسب جگہ شادی کرنا(۶)

والدین کو ادراک کرایا جائے کہ اولاد کی نعمت سے مطلوبہ فوائد' تعلیم وتربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ والدین اپنے حقوق کی فہرست بنانے، بتانے اور جتلانے سے قبل بچوں کے مختصر سے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کریں، بصورتِ دیگر ایک بچے کی جہالت اور تربیت سے محرومی اس کے والدین اور معاشرے کے لیے رحمت کی بجائے زحمت کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

۲- بچوں کی بے توجہی وبے رغبتی

بچوں تک علم نہ پہنچنے کا ایک سبب بچے کی فطری بے رغبتی اور لاابالی پن بھی ہے۔ بچوں میں تعلیم کا شوق اور رغبت کے لیے اُنہیں مستقل مجالس ومحافل کے ذریعہ علم کے فضائل وفوائد اور جہالت کے نقصانات، اساتذہ کے حقوق، والدین کی اطاعت جیسے محاسن سے آگاہی کا سلسلہ قائم کیا جائے، وقت کی قدر وقیمت کا احساس اجاگر کیا جائے، اس کے لیے ''قيمة الزمن عند العلماء'' سے استفادہ کیا جائے۔(۷)

۳- اساتذہ میں احساسِ ذمہ داری کا فقدان

والدین کی توجہ اور بچوں کی رغبت کے باوجود تعلیم گاہوں میں آنے کے بعد بھی بچے علم سے

محروم رہ جاتے ہیں، اس کی بڑی وجوہات میں سے ایک وجہ اساتذہ کرام کا رویہ اور اپنے فرائض میں کوتاہی بھی ہے۔ اسلام کی روح سے استاذ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ اس پر بھی گفتگو کی جائے اور انہیں باور کرایا جائے کہ اساتذہ ادارے اور بچوں کے والدین کے امین بھی ہیں، جنہوں نے بچوں کے مستقبل کی باگ دوڑ ان کے ہاتھوں میں تھما دی ہے۔ استاد کے دل میں دوطرفہ دیانت داری وامانت داری کا احساس پیدا ہونا بہت ضروری ہے، ورنہ یہ علم کے فروغ میں رکاوٹ کے علاوہ امانت کے تقاضے بھی ضائع کرنے کا جرم شمار ہوگا۔ اساتذہ کو ان کے منصب اور منصب کے تقاضوں سے آگاہی کے لیے ''الرسول المعلمؐ وأسالیبه فی التعلیم'' سے استفادہ مفید رہے گا۔ (۸)

۴- تعلیمی ادارے کا فرض شناسی میں کوتاہی کا ارتکاب

فروغِ علم کے لیے بچوں کی رغبت، والدین کی دلچسپی اور اساتذہ کی لگن کے باوجود بسا اوقات تعلیمی ادارہ رکاوٹ اور مشکل کا سبب بن سکتا ہے۔ خاص قواعد وضوابط کی سختی کی بہتات وغیرہ ایسے امور ہیں جو ہمارے معاشرے کی بہت بڑی رکاوٹیں ہیں، ان رکاوٹوں کی وجہ سے تحصیل علم میں مشکل پیش آتی ہے اور بچے ناخواندہ رہ جاتے ہیں، اس لیے تعلیمی ادارے کے منتظمین کی نہ صرف تربیت بلکہ اس حوالے سے قانون سازی کی بھی ضرورت ہے۔ تعلیمی ادارہ کے مدنظر، تعلیم کا فروغ اور تربیت ہو، وہ تعلیم کا ادارہ رہے، محض تجارتی ادارہ نہ بنے۔

تیسری ذمہ داری: تعلیم کو با مقصد بنانے میں کردار ادا کرنا

علمائے کرام تعلیمی میدان کے متعلق اپنے قیمتی مشوروں اور تجاویز سے تعلیم کو با مقصد بنانے کے لیے کردار ادا کریں، خاص کر تعلیم کے بنیادی مقاصد (خدا شناسی، نفس دانی، ناخواندگی کو خواندگی میں تبدیل کرنا اور معاشرتی ضروریات سے آگاہی اور منصوبہ بندی یعنی شعبہ کے لیے کارآمد، ذی استعداد اور باصلاحیت لوگ پیدا کرنا) کو پورا کرنے کے لیے علما کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جو تعلیمی ادارے، تعلیمی نظام اور تعلیمی نصاب جیسے عظیم مقاصدِ تعلیم سے عاری ہوں، انہیں اپنے قیمتی مشوروں اور نصائح اور سفارشات کے ذریعہ سے با مقصد بنانے کی کوشش کرنا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے۔

تقریباً سن ۶۶ء میں ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقاصدِ تعلیم کی برآری کے لیے دینی وعصری علوم کے ماہرینِ تعلیم، جن میں تمام مسالک کے اکابر بھی شامل تھے، کی طویل مشاورت سے تعلیمی ونصابی تجاویز مرتب فرمائی تھیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے تعلیمی اداروں کی رہنمائی کی جائے، ان تجاویز کا نسخہ تقریباً ہر معروف تعلیمی ادارے میں موجود ہے، وہاں سے کاپی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۹)

چوتھی ذمہ داری: قرآنی مکاتب کا قیام

ہمارے مسلمان بچوں کی وہ تعداد جو باضابطہ دینی مدارس میں پڑھ رہی ہے اور علمِ دین حاصل

کررہی ہے وہ عصری تعلیم گاہوں میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔ ایک سروے کے مطابق ہمارے ۹۸٪ بچے عصری تعلیمی اداروں میں جاتے ہیں اور ۲٪ طلبہ مدارسِ دینیہ میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو عالم دین بننا فرضِ کفایہ ہے، جسے ۲٪ بچے پورا کررہے ہیں، لیکن ایک اچھا دین دار مسلمان بننا، فرائض، حلال وحرام اور پاکی وناپاکی کا بنیادی علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض عین ہے، اس فرضِ عین کی ادائیگی کے لیے اگر ہمارے عصری تعلیمی اداروں کے نصاب ونظام تعلیم میں کہیں ضروری دینی مواد موجود نہیں ہے تو ایسے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے اپنے مسلمان بچوں کو یہ مواقع فراہم کرنا اوراس کا اہتمام کرنا علمائے دین کی موروثی ذمہ داری شمار ہوگی۔ اس کی ایک اچھی اور آزمودہ شکل مکاتبِ قرآنیہ کا سلسلہ ہے، جس میں قرآن کریم حفظ یا ناظرہ، طریقۂ نماز، بنیادی ایمانیات اور ارکانِ اسلام بچوں کو سیکھنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ یہ مکاتب شام اور رات کے اوقات میں ہر مسجد میں قائم ہونے چاہئیں، تاکہ ہمارے مسلمان بچے اگر کسی غیر مسلم اسکول میں بھی جائیں تو ان کا ایمان وعمل محفوظ رہے۔ ہمارے اساتذہ کے استاذ، مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: ''جو بچہ مکتب سے گزر کر چلا جائے، وہ کبھی دین سے اپنا رشتہ نہیں توڑ سکتا''۔

پانچویں ذمہ داری: تعلیمی سال کے آغاز کی طرح اختتام پر تعلیم وتربیت کے لیے فکرمندی

ہماری عصری تعلیم گاہوں میں جون جولائی کی سالانہ تعطیلات ہوتی ہیں، بچوں کی ان تعطیلات کو لغویات سے بچانے کے لیے کردار ادا کرنا بھی علمائے کرام کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ان تعطیلات کو اس طور پر کارآمد بنایا جائے کہ تعطیلات کا مقصد یعنی بچوں کا آرام وسکون بھی برقرار رہے، ان کا تعلیمی تسلسل بھی کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہے، بچوں کو بنیادی دینی معلومات کا ضروری سامان بھی میسر آجائے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اسکول وکالج میں پڑھنے والے ہمارے بچوں کو مسجد کا نورانی ماحول نصیب ہوجائے، جہاں انہیں علمی ثمرات کے ساتھ ساتھ تربیتی فوائد کا کچھ حصہ بھی مل سکے، تاکہ ہمارے ایسے مسلمان بچے جو عصری تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم رہنے کے دوران کسی وجہ سے بنیادی دینی ضروریات سے واقف نہیں ہوسکے، یا انہیں اپنے محلے میں مکاتبِ قرآنیہ کی ترتیب میسر نہیں ہوسکی، یا وہ بچے اپنے نصابی حجم کی وجہ سے دین کی مطلوبہ معلومات حاصل نہیں کرسکے تو انہیں کم از کم سالانہ تعطیلات میں ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جو ان کی بنیادی دینی تعلیمی ضرورت پوری کرسکیں۔

الحمدللہ! اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ۱۹۹۸ء میں ہمارے استاذ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے سابق استاذ الحدیث اور ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا عطاء الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ''تعلیم وتربیت'' کے نام سے ''چالیس روزہ دینی واخلاقی تربیتی کورس'' کا آغاز فرمایا تھا، جو ابتداءً جامع مسجد صالح 'صدر کراچی' سے شروع ہوا اور اگلے چند سالوں میں یہ سلسلہ ملک کے کئی چھوٹے بڑے شہروں تک وسیع ہوتا چلا گیا اور اب یہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی شروع ہوچکا ہے۔ اس

کورس کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مسلمان بچوں کو دین کی بنیادی اور ضروری باتوں کی تعلیم اور دینی ماحول میں ان کی ذہنی تربیت ہدف ہے۔ اس میں مسلکی شناخت اور اختلافی مسائل سے قصداً پہلوتہی کی گئی ہے، اس کی بدولت اس کورس سے مستفید ہونے والوں میں ہر مسلک کے بچے شامل ہیں اور سرکاری وغیر سرکاری مقامات پر شروع کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ الحمدللہ! سال بہ سال اس کورس کے لیے بچوں کی رغبت بڑھ رہی ہے اور اس کے مراکز میں اضافہ ہورہا ہے۔ ہم اپنے اس تجربہ کی روشنی میں یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے علمائے کرام آغازِ سال کی طرح اختتام سال کے موقع پر بھی مسلمان بچوں کے لیے فکر مند ہوں اور اپنی ذمہ داری کا احساس فرمائیں اور ہر محلے کی ہر مسجد میں اس طرح کے کورسز کا انعقاد فرمائیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس سے علم کے فروغ میں اضافہ کے ساتھ ساتھ تعلیم کے بنیادی مقاصد یعنی فکری و عملی تربیت کے حصول میں مدد ملے گی۔ **اللّٰہم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه وصلی اللّٰه وسلم علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه أجمعین**

حواشی وحوالہ جات

۱:...... ’’اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔‘‘ (العلق: ۱) ترجمہ: ’’اے پیغمبر! آپ (قرآن) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجیے جس نے پیدا کیا۔‘‘
’’الٓرٰ کِتٰبٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَی النُّوْرِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ۔ (ابراهیم: ۱)
’’یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے، تاکہ آپ تمام لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف یعنی ذات غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف لاویں۔‘‘

۲:......عن عبد اللہ بن عمروؓ قال: خرج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ذات یوم من بعض حجرة فدخل المسجد، فإذا هو بحلقتین: إحداهما یقرؤون القرآن ویدعون اللّٰه، والأخری یتعلمون ویعلمون، فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: ’’کل علی خیر، هؤلاء یقرؤون القرآن ویدعون اللّٰه فإن شاء أعطاهم وإن شاء منعهم، وهؤلاء یتعلمون ویعلمون، وإنما بعثت معلما، فجلس معهم۔‘‘ (سنن ابن ماجة، کتاب العلم، باب فی فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم الحدیث: ۲۲۹، ج: ۱، ص: ۱۵۵، ط: مکتبة أبی المعاطی)

۳:......’’نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا۔‘‘ (الزخرف: ۳۲)
ترجمہ: ’’دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے، تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے۔‘‘

۴:......’’عن أبی الدرداءؓ قال: سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول: إن العلماء ورثة الأنبیاء۔‘‘ (مشکاة المصابیح، ص: ۳۲، ط: قدیمی)

۵:......’’عن عبداللّٰه بن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته، فالإمام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیته والرجل راع علی أهل بیته وهو مسئول عن رعیته، والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولدها وهی مسئولة عنهم۔‘‘ (مشکاة المصابیح، کتاب الإمارة، الفصل الاول، ص: ۳۲۰، ط: قدیمی)

۶:......ملاحظہ فرمائیے: تحفة المودود باحکام المولود، امام ابن قیم الجوزیةؒ، ص: ۱۲۲–۱۲۳، ط: دارالکتب العلمیة، بیروت۔
نیز اسلام اور تربیت اولاد از مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ، ط: دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔

۷:......قیمة الزمن عند العلماء، شیخ عبدالفتاح أبوغده رحمه اللّٰه، المکتبة الغفوریة العاصمیة، کراتشی۔ اب اس کتاب کا تازہ ایڈیشن مزید اضافات کے ساتھ منظرِ عام پر آچکا ہے۔

۸:......الرسول المعلمؐ وأسالیبه فی التعلیم، شیخ عبد الفتاح أبو غدة، ط: المکتبة الغفوریة العاصمیة، کراتشی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے۔

۹:......تعلیمی تجاویز پر تبصرہ، ط: دارالعلوم کراچی و مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن۔

www.banuri.edu.pk